اثبات وضع اليدين على الصدر

نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا

تحریر: اکرام اللہ صدیق متعلم جامعہ علوم أثریہ جہلم

نماز میں اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ وضع الیدین علی الصدر کا بھی ہے کہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے چاہییں یا ناف پر یا ناف کے نیچے...... راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ ہاتھ سینے پر باندھنے چاہییں اور یہی صحیح اور محکم احادیث سے ثابت ہے، جو یہ ہیں:

پہلی حدیث: (عن وائل بن حجرؓ قال صليت مع النبی ﷺ فوضع يده اليمنىٰ على يده اليسرىٰ على صدره) (صحیح ابن خزیمہ: ۱/۲۴۳)

ترجمہ: "حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پس آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے اوپر اپنے سینے پر رکھا"۔

حافظ ابن حجرؒ نے اس پر (فتح الباری: ۲/۲۲۴ اور التلخیص الحبیر: ۱/۲۲۴) میں سکوت اختیار کیا ہے۔ اس لئے یہ حدیث حافظ صاحبؒ کے نزدیک صحیح یا حسن ہوئی۔ جیسا کہ حافظ صاحب لکھتے ہیں "مايتعلق به غرض صحيح فى ذلك الحديث من الفوائد المتنية والإسنادية من تتمات وزيادات وكشف غامض و تصريح مدلس بسماع ومتابعة سامع من شيخ اختلط قبل ذلك، منتزعاً كل ذلك من أمهات المسانيدوالجوامع والمستخرجات والأجزاء والفوائد بشرط الصحة والحسن"

ترجمہ: "حدیث بیان کرنے میں میری دوسری غرض متن اور سند کے فوائد ہیں جیسے اسکے تتمات وزیادات کسی پوشیدگی کو دور کرنا، کسی مدلس راوی کی سماعت بیان کرنا۔ کسی سامع کی متابعت جس نے اپنے ایسے استاذ سے حدیث سنی جو اس سے پہلے مختلط ہو گیا تھا۔ یہ سب کی سب چیزیں میں مسند کی بڑی کتابوں، جوامع، مستخرجات، اجزاء اور فوائد کی بڑی کتابوں سے نقل کرتا ہوں اس شرط کیساتھ کہ وہ حدیث یا تو "صحیح" ہو یا "حسن" (ھدی الساری: ۴)

یاد رہے کہ یہی قانون احناف کے نزدیک بھی مقبول اور معتبر ہے۔ ظفر احمد تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

"سكوت الحافظ عن حديث فى التلخيص الحبير دليل على صحته أوحسنه" (علوم الحدیث: ۱/۱۰۰)

ترجمہ: "تلخیص الحبیر میں حافظ صاحب کا کسی حدیث پر سکوت اختیار کرنا اس کے صحیح یا حسن ہونے پر دلیل ہے"۔

اس لئے یہ حدیث دیوبندیوں کے نزدیک بھی صحیح یا حسن ہوئی۔ نیز علامہ عینی حنفیؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے (البنایہ شرح الھدایہ : ۲ / ۱۳۲)۔

مشہور حنفی عالم مولانا انور شاہ کشمیری کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں : میرے نزدیک چار قسم کی حدیثیں صحیح ہیں۔ ان میں سے تیسری یہ ہے :

"أن يخرجه من التزم الصحة في كتابه مثل صحيح ابن خزيمه وصحيح ابن السكن وصحيح ابن حبان والنسائي وان لم يحكم عليه بخصوصه بالصحة"۔

ترجمہ : "یعنی صحیح حدیث وہ ہے جسے اس امام نے روایت کیا ہو جس نے اپنی کتاب میں اس کی صحت کا التزام کیا ہے جیساکہ صحیح ابن خزیمہ صحیح ابن حبان، صحیح ابن السکن اور سنن نسائی......اگرچہ اس امام نے اس حدیث پر خاص صحیح کا حکم نہ بھی لگایا ہو"۔ (العرف الشذی : ۱ / ۴) گویا یہ حدیث مولانا انور شاہ صاحب کے نزدیک بھی صحیح ہوئی۔

اعتراض : مقلدین کا کہنا ہے کہ اس روایت میں مؤمل بن اسماعیل ضعیف ہے۔ امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے اور یہ راوی اس روایت میں علی صدرہ کی زیادتی بیان کرنے میں منفرد ہے۔

جواب : مندرجہ بالا روایت میں مؤمل بن اسماعیل بالکل ثقہ راوی ہے، امام یحیٰ بن معینؒ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ (الجرح والتعدیل : ۸ / ۳۷۴ ۔ تہذیب الکمال : ۲۹ : ۱۷۷)

امام ابن حبانؒ اس راوی کو اپنی کتاب "کتاب الثقات" میں لائے ہیں۔ (کتاب الثقات : ۹ / ۱۸۷)

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں : مؤمل بن اسماعیل ثقہ بصریوں میں سے تھے۔ (العبر : ۱ / ۳۵۰)

امام اسحاق بن راہویہؒ نے بھی اس راوی کو ثقہ کہا ہے۔ (تھذیب التھذیب : ۱۰ / ۳۸۱)

امام ابن العمادؒ فرماتے ہیں : یہ راوی ثقہ بصریوں میں سے تھا۔ (شذرات الذھب : ۱ / ۲ / ۱۶)

امام عثمان بن سعیدؒ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ (الجرح والتعدیل : ۸ / ۳۷۴)

اب معترضین کا یہ کہنا کہ اس میں مؤمل بن اسماعیل امام بخاریؒ کے نزدیک منکر الحدیث ہے تو ان کی یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ امام بخاریؒ نے اپنی کسی کتاب میں بھی اسے منکر الحدیث نہیں کہا، نہ تاریخ الکبیر میں نہ تاریخ الصغیر میں اور نہ ہی الضعفاء الکبیر میں۔

اگر یہ راوی امام بخاریؒ کے نزدیک منکر الحدیث ہوتا تو آپؒ اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ ضرور فرماتے۔ ہاں! انہوں نے ایک راوی مؤمل بن سعید کو منکر الحدیث ضرور کہا ہے جسے معترضین نے چشم پوشی سے مؤمل بن اسماعیل بنادیا ہے۔

اب معلوم ہوا کہ مؤمل بن اسماعیل ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادتی بلااختلاف سب کے نزدیک حجت اور دلیل ہے علامہ نیموی حنفیؒ لکھتے ہیں: "وزیادة ثقة مقبولة" کہ ثقہ راوی کی زیادتی قابل قبول ہے۔ (آثار السنن: ۱۳۲)

دوسری حدیث: (عن هلب الطائیؓ قال رأیت رسول اللهﷺ ینصرف عن یمینه وعن یساره ورأیته قال یضع هذه علی صدره) (مسند احمد: ۵/۲۲۶)

ترجمہ: "حضرت ہلب طائیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ کو سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا"۔

اس حدیث پر حافظ ابن حجرؒ نے (التلخیص الحبیر: ۱/۲۲۴) میں سکوت اختیار کیا ہے اس لئے یہ حدیث حافظ صاحب کے نزدیک صحیح یا حسن ہوئی۔ ابن سید الناسؒ نے اس حدیث کو شرح الترمذی میں صحیح کہا ہے۔ (مرعاة المفاتیح: ۳/۶۱)

محدث عبدالرحمان مبارکپوریؒ لکھتے ہیں: "رواته کلهم ثقات وإسناده متصل" کہ "اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور اس کی سند متصل ہے"۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/۹۰)

مشہور تقلید پرست علامہ نیموی حنفیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (آثار السنن: ۸۷)

تیسری حدیث: (عن طاؤسؓ قال کان رسول اللهﷺ یضع یده الیمنیٰ علی یده الیسریٰ ثم یشدهما علیٰ صدره وهوفی الصلوة) ترجمہ: "حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نماز میں اپنے ہاتھوں کو سینے پر باندھتے تھے"۔ (سنن ابی داؤد: ۱/۲۰۱) یہ حدیث مرسل ہے۔

یاد رہے مرسل حدیث احناف کے نزدیک علی الاطلاق دلیل اور قابل حجت ہے۔ جب مرسل روایت احناف کے نزیک حجت ہے تو طاؤس کی مرسل روایت کیونکر حجت نہ ہوگی؟

چوتھی حدیث: (أن علیاً قال: فی هذه الآیة ﴿فصل لربك وانحر﴾ قال: وضع یده الیمنیٰ علی وسطه یده الیسریٰ ثم وضعهما علی صدره)

ترجمہ: "حضرت علیؓ آیت ﴿فصل لربك وانحر﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا ہے۔ (بیہقی: ۲/۳۰)

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: "ان المراد ضع یدك علی نحرك" "کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ کو نحر پہ رکھ"۔ (الصواعق المرسلہ: ۲/۱۹۵)

امام ماوردیؒ فرماتے ہیں: "معناه أن یضع الیمین علی الشمال عند نحره فی الصلوة" اس کا معنی یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر عند النحر باندھے۔ (تفسیر ماوردی: ۶/۳۵۵)

مزید دیکھئے(الطبری :۳۰ ۳۲۵۔التاریخ الکبیر للبخاریؒ:۶ ۴۳۸۔مستدرک الحاکم :۲ ۵۳۷۔ الدرالمنثور :۸ ۶۵۰)

اب ہم آیت ﴿فصل لربك وانحر﴾ میں نحر کا معنی "سینہ" علماء احناف سے نقل کرتے ہیں تا کہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

قاضی مظہر حسین چکوالی دیوبندی بانی جماعت حق چاریار کے والد قاضی محمد کرم الدین دیوبندی لکھتے ہیں "قرآن مجید میں ﴿فصل لربك وانحر﴾ خدا کی نماز ہاتھ باندھ کر پڑھو۔ "نحر" کا معنی کتبِ لغت میں ہاتھ باندھنے کے بھی ہیں۔ چنانچہ علمِ لغت کی سب سے متداول اور مستند کتاب (قاموس :۱/ ۳۳۷) میں باب الراء فصل نون میں ہے "نحرالرجل فی الصلوة انتصب ونهدصدره ووضع يمينه على شماله" کہ نماز میں "نحر" کا معنی یہ ہے کہ سینہ قبلہ رو سیدھا کر کے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھ کر کھڑا ہو۔ علمِ لغت سب کیلئے یکساں حجت ہے اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں"۔

آیت ﴿فصل لربك وانحر﴾ میں چونکہ نماز پڑھنا صاف قرینہ موجود ہے۔ اس لئے یہاں "نحر" کا معنی یہی ہے کہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر باندھے ہوئے نماز پڑھو۔

امام فخر الرازیؒ نے "تفسیر کبیر :۸ / ۱۲۷" میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں جناب مدینۃ العلم حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے : "والأشهر وضعها على النحر على عادة الخاشع" کہ "والنحر" کا زیادہ مشہور واظہر معنی یہی ہے کہ سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے جیسے خشوع وخضوع کا طریقہ ہے۔

ایساہی تفسیر درمنثور، معالم التنزیل، تنویر المقیاس حسینی وغیرہ اور کتب حدیث صحیح بخاری، جامع ترمذی دارقطنی وغیرہ میں حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی روایات سے یہی معنی لکھا گیا ہے۔ پھر ایسی صریح اور صاف آیت کے ہوتے ہوئے کسی دوسری دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

(کتاب آفتابِ ھدایت رد رفض وبدعت :۳۳۹)

نوٹ : اس کتاب پر قاضی مظہر حسین دیوبندی اور حضرت مولانا سرفراز صفدر دیوبندی کی تقاریظ موجود ہیں۔

امام ابن القیم الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کی "مفصل" پر رکھ کر سینے پر باندھے جائیں۔ (کتاب الصلوۃ مجموعۃ الحدیث النجدیہ :۶۵۰)

امام خطابیؒ فرماتے ہیں :"انما السنة أن يضع الرجل يديه على صدره احداهما على الأخرى" کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھے۔(اعلام الحدیث شرح صحیح البخاری :۱/ ۶۵۲)

بقیہ : صفحہ ۱۱ پر......